

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

من جانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

# رہنمائی کتاب

|    |                                |
|----|--------------------------------|
| ۵  | بطور اہستہ                     |
| ۹  | عقلت امام                      |
| ۱۰ | علم امام                       |
| ۱۳ | اخلاق امام                     |
| ۱۵ | امام اور اموی خاندان           |
| ۲۱ | امام مقام احتجاج میں           |
| ۲۳ | امام کے حکم سے پہنچے ڈھلتے ہیں |
| ۲۹ | اصحاب امام                     |
| ۲۹ | • ابیان بن تغلب                |
| ۳۰ | • زرارة                        |
| ۳۱ | • کبیت اسدی                    |
| ۳۲ | • محمد بن سلم                  |
| ۳۶ | شہادت امام                     |
| ۳۸ | ارشادات امام                   |

- نام کتاب: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
- تحریر: اداره "در راه حق" قم - ایران
- ترجمه: نور اسلام - فیض آباد
- ناشر: نور اسلام - امام بازه - فیض آباد - یونی (بهستان)
- تعداد: ۷۰ هزار
- تاریخ اشاعت: ۱۴۰۴ هجری - ۱۹۸۴
- مطبوعه: سلطان فارسی پریس، قشم - ایران
- کتابت: حسن اختر - لکھنؤ
- سرداق: ابوالفضل حامد حسن - لکھنؤ

# افتتاح

اُسے امام عالی مقام

کی خدمت اقدسے میہے ۔ جسے

دنیاۓ جو روستم نے

جت دل سانس لینے کا موقع دیا ۔ تو

رسے عظیم هستی نے

دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے اگاہ کر دیا

اسلامی دنیا میہے بلکہ کائنات میہے عالم و ہنر کی تابناکیاں

اسی افتخار علم و کمال کی ایک حلکی سی گروہ ہیں ۔ دنیا میں

جو علم و دانش کی درخشندگی ہے، یہ اسی نورِ محیم کا ایک

معنوی سپرتو ہے۔

اُس امام عالی فذر مقام

حضرت محمد باقر علیہ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ

کی خدمت میں

”نور اسلام“

السلام عليك ايها الصديقة الشهيدة



بِالْعَلَّاقَةِ

## بِطْوَارِتَادَار

یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ انسان اس صورت میں ترقی کر سکتا ہے، جب اس کی صحیح طور پر رہنمائی کی جائے۔ انسانی قدرت میں جو جنہیں پایا جاتا، اور اسی جذبہ کے تحت انسانی زندگی ایک جگہ قائم نہیں رہتی۔ ہمیشہ انسانی زندگی میں تغییر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان "جمیعی دور" نے نکل کر آج "ایسی دوڑ" میں زندگی بس کر رہا ہے اور کل ایک نئے دور میں زندگی بس کرے گا۔ انسان جتنی بھی زیادہ ترقی کر لے، ارتقا کے کسی مرحلے میں کیوں نہ ہو، اسے ایک رہبر کی ضرورت ایک نظری تھا ہے۔

رہبر کا کام صرف یہ نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے غذائی مواد فراہم کرے اور اس کی زندگی کی دوسری ضروریات پوری کرے۔ بلکہ رہبر کی ایک عظیمہ ذمہ داری یہ ہے کہ وہ انسانی وجود میں جو صلاحیتیں پوشیدہ ہیں اور جو استعداد خداوند عالم نے اس آدم خاکی میں دی یعنی فرمائی ہیں انھیں بروائے کار لایا جاسکے اور ان سے انسانی خلاح و بہبود کے لئے صحیح طور پر استفادہ کیا جا سکے اور خود انسان کو اس ان کی معرفت کرائی جائے۔

یہ بات سب نے تسلیم کی ہے، اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک مخفی حریت میں عربوں کو کہاں پہنچا دیا۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے، جس س ذات نے عربوں کی رہبری کا بیڑا اٹھایا تھا اسے جہاں ان کے سائل سے دلی لگاؤ تھا، وہاں اس ذات میں رہبری کے شرائط بدرجہ اتم موجود تھے، جن سے بڑھ کر تصور نہیں ہو سکتا۔ اس ذات نے ان میں موجود پوشیدہ خزانوں کو ابھارا، ان کی صلاحیتوں کو بیدار کیا، ان کو ان کی عظمت و طاقت کی طرف متوجہ کیا۔ یہ اس مردِ آہن کا کمال تھا کہ اس نے نہتے مسلمانوں کو سلح اور مسیحیاں بند صنادید عرب پر فتح و نصرت دی، اور تمام باطل قوتوں کو ہر قبیلہ ثابت کر دیا۔

آج کی زربوں حالی اس بات کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنے رہبروں کو بھلا میٹھے ہیں، معموم کردار کے ہوتے ہوئے ہم گناہ گاروں کی پیروی کر رہے ہیں۔

لہذا ضرورت ہے کہ ہم اپنے رہبروں کی زندگی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کریں، ان کے بتائے ہوئے اور بنائے ہوئے راستے پر اپنی زندگی کو ڈھالیں، اپنے اکابر کے بجائے حقیقی اور صحتی کردار کے مترے میں۔

زیر نظر کتاب پر اس عظیم سماجی ضرورت کی طرف ایک معمولی ساقدم ہے۔ اس کتاب پر میں حضرت امام محمد باقد علیہ السلام کی سیرت اور زندگی کا ایک خاکہ ہے۔ آپ کی جیات طبیۃ کے چند گوشاں کو پیش کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہاں ! وہ ہمارے دوستوں میں تھا، اور ہمارے  
چاہنے والوں میں اُس کا شمار ہوتا تھا۔  
کیا تم قارا خیال ہے کہ ہماری بیگاہیں تمہارے اعمال  
پر تمہیں ہیں، تمہاری حرکتیں ہمارے کانوں تک  
نہیں پھوپختی ہیں ؟ -  
کیس قدر غلط ہے یہ خیال ۔ — بخدا تمہاری پوری  
زندگی ہماری بیگاہوں کے سامنے ہے، تمہاری ہر  
جنیش نظر پر ہماری بیگاہ ہے۔ ہمیشہ اپنے اعمال  
وکردار کی عادت ڈالو، تاکہ تمہارا شمار اہل خیر  
میں ہو، اور اُسی کے ذریعہ پہنچانے جاؤ۔  
اسی بات کامیں تمام شیعوں کو حکم دیتا ہوں ۔ ۶ (۱)

# حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

اہم مبارک — محمد

کینت — ابو جفر

لقب — باقر العلوم

پدر بزرگوار — حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

مادر گرامی — امیر عبد الشر — دختر امام حسن علیہ السلام

تاییخ ولادت — یکم رب جمادی ۱۳۵ھ - بروز جمعہ (۱)

مکان ولادت — مدینہ منورہ

تاریخ شہادت — ۱۳ محرم ۱۱۳ھ (۲)

مکان شہادت — مدینہ منورہ

قبر مطہر — جنت البقیع

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا نسب مبارک "والدین" کی طرف سے حضرت رسول خدا  
حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا، سلام اللہ علیہم سے ملتا ہے۔ کیونکہ آپ کے والد بزرگوار حضرت

(۱) صباح المتعبد۔ شیخ طوسی ص ۵۵، ارشاد شیخ نفید ص ۲۹۲ طبع بحثت ۱۳۹۲ھ

(۲) ارشاد شیخ نفید ص ۲۹۳

# حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

ائمہ مبارک — محمد

کینت — ابو جفر

لقب — باقر العلوم

پدر بزرگوار — حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

مادر گرامی — ائمہ عبداللہ — حضرت امام حسن علیہ السلام

تایبگہ ولادت — یکم رجب ششم — برزوہ جمیع (۱)

مکان ولادت — مدینہ منورہ

تاریخ شہادت — مردی الحجہ ششم (۲)

مکان شہادت — مدینہ منورہ

قبر مطہر — جنت البقیع

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا نسب مبارک "والدین" کی طرف سے حضرت رسول خدا حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا علیہم السلام اللہ علیہم سے ملتا ہے کیونکہ آپ کے والد بزرگوار حضرت

(۱) صباح المسجد۔ شیخ طوسی ص ۵۵، ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۲ طبع بحث ۱۲۹۲ھ

(۲) ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۳

ہو بہو رسول خدام کی تصویر ہیں ॥

پھر امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا، "یہ کون ہیں؟"

امامؑ نے فرمایا، "یہ میرے فرزند محمد باقر ہیں، جو میرے بعد تھا وہ امام ہوں گے۔" یہ سن کر جابرؑ نے اور امام محمد باقر علیہ السلام کے قدم مبارک کا پوسٹی اور کھا۔

"میں آپ پر فدا ہو جاؤں اے فرزند رسول! آپ کے جد بزرگوار حضرت رسول خدام نے

آپ کو سلام کہلایا ہے۔"

یہ سن کر امام محمد باقر علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو ہاگے اور فرمایا۔ "جد بزرگوار پر لاکھوں بار در دو سلام جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں اور تم پر بھی اے جابر میرا سلام ہو کہ تم نے مجھ تک یہ سلام پہنچایا۔" (۱)

## علم امامؑ

امام محمد باقر علیہ السلام بھی دوسرے اماموں کی طرح مرجیعہ ادھی سے سیراب ہوئے تھے ان حضرات نے نہ تو کسی اُستاد کے سامنے زانو تھہ کیا، اور نہ ہی کسی دنیاوی درس سے میں تعلیم حاصل کی، یوں نہ کہ یہ تمام حضرات دُنیا و الوں کو علم و حکمت کی تعلیم دینے آئے تھے، ان سے کچھ بھی حاصل کرنے نہیں آئے تھے

جا بر بن عبد اللہ انصاری بر ابر امام کی خدمتِ اندس میں حاضر ہوتے اور اپنی علمی تشنگی امام کے مرجعہ علم و کمال سے حسب طرف بُجھاتے رہتے اور بر ابر امام کو "باقر العلوم" کے نام سے یاد کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آپ اس خود سالی میں بھی دھی الہی سے سرشار ہیں۔ (۲)

(۱) امالی۔ شیخ صدوق، ج ۱ ص ۲۱۱، بیع جوی محل الشراحت، ج ۱ ص ۲۳۲، طبع بخط ۱۳۸۵ھ

(۲) محل الشراحت، ج ۱ ص ۲۳۳، طبع حیدری بخط ۱۳۸۵ھ

”عبداللہ بن عطاء رمکی“ کا بیان ہے کہ میں نے بڑے بڑے دانش دروں کو کسی کے نزدیک اس قدر سبک نہیں دیکھا جتنا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے نزدیک ”حکم بن عتبہ“ جس کی علمی دعا کے تمام لوگوں کے دلوں میں میٹھی ہوئی تھی، لیکن جس وقت وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ایسا لگتا تھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ ایک عنیم اساتذہ کے سامنے میٹھا ہوا ہے ۱۱) امام کی عظت دُبُرگی کا کلمہ ہر زبان پر جاری تھا ”جاہر بن یزید جعفی“ امام سے روایت نقل کرتے وقت کہا کرتے ۔۔۔ ”دارث علم انبیاء حضرت محمد بن علی بن ابی حیان علیہم السلام نے ارشاد فرمایا۔“ ۱۲)

ایک شخص عبد اللہ بن عمر کے پاس آیا اور ایک سوال کر دیٹا۔ عبد اللہ بن عمر سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، جاؤ اور ان سے سوال کرو اور جو وہ جواب دیں اس سے مجھے بھی مطلع کرو۔ وہ شخص امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے سوال دُھرا یا۔ امام نے سوال سنتے ہی فوراً اسے اطمینان بخش جواب دیا۔ اس شخص نے جواب عبد اللہ بن عمر کے لئے نقل کر دیا۔ جواب سن کر عبد اللہ بن عمر نے کہا۔ بخدا یہ لوگ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کا اسم خدا داد ہے۔“ ۱۳)

ابو بصر کا بیان ہے کہ ۔۔۔ ایک روز میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ مسجد گیا ہوا تھا۔ لوگوں کا آنسا بندھا ہوا تھا، امام نے بھروسے فرمایا، لوگوں سے یہ دریافت کرتے دہرا کیا وہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں ہر ایک سے پوچھتا ہم کہ تم نے امام کو دیکھا ہے۔ ہر ایک شخص یہی جواب دیتا کہ ہم نے

(۱۱) ارشاد شیخ مفتی مصطفیٰ ۲۹۵ ص ۲۹۵ بیج بخت ۱۳۹۷ء

(۱۲) ماتقب ابن شہر آشوب ۲۷ ص ۲۹۹ بیج بخت ۱۳۹۷ء

سنبھیں دیکھا۔ جب کہ امام میرے پہلو میں تشریف فرا تھے۔ ابھی میں لوگوں سے معلوم کر رہا تھا کہ اتنے میں ”ابوہارون“ جو امام کے حقیقی چاہنے والوں سے تھے، وارد ہوئے۔ یہا درست ہے کہ ابوہارون بالکل نابینا تھے، امام نے مجھ سے کہا، فرا ابوہارون سے بھی دریافت کرو، میں نے ابوہارون سے پوچھا تم نے امام ابو جعفر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟

ابوہارون نے فوراً جواب دیا: ”کیا یہ بھارے پہلو میں تشریف فرا نہیں ہیں؟“

میں نے دریافت کیا ”آخر تھیں کیسے معلوم ہوا؟“

ابوہارون نے جواب دیا، ”میں کونکو اکھیں نہ پچانوں، دراں حالیک وہ نور درخشدہ ہیں۔“ (۱)

یہ روایت بھی ابو بصیرے نفل نبوی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک افریقی سے اپنے دوست ”راشد“ کے حالات دریافت کئے۔ افریقی نے جواب دیا: ”احمد لند بخیر ہے اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا ہے۔

امام نے فرمایا: ”خدا اس پر رحمت نازل کرے۔“

اس نے تبحث سے پوچھا: ”کیا اس کا انتقال ہو گیا؟“

امام نے فرمایا: ”لاؤ!“

اس نے دریافت کیا۔ ”کب اس کا انتقال ہوا؟“

امام نے فرمایا: ”نئھارے آنے کے دو دن بعد!“

اس نے کہا: ”بخارا وہ بیمار بھی نہیں تھا۔“

امام نے فرمایا: ”کیا جتنے بھی مرنے والے ہیں وہ سب مریض ہوتے ہیں؟“

اس وقت ابو بصیر نے راشد کے بارے میں سوال کیا۔

امام نے فرمایا: —

" وہ ہمارے دوستوں اور چاہئے والوں میں تھا۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہماری نگاہیں تمہارے اعمال پر نہیں ہیں بلکہ تمہاری حرکتیں ہمارے کافوں تک نہیں پہنچتیں؟ — کس قدر غلط ہے یہ خیال — بخدا تمہاری پوری زندگی ہماری نگاہ ہوں کے سامنے ہے، تمہاری ہر جنیش نگاہ پر ہماری نظر ہے — ہمیشہ اچھے اعمال و کردار کی عادت ڈالو تو تاکہ تمہارا شمار اہل خیر میں ہو اور اسی کے ذریعہ پہچانے جاؤ۔ اسی بات کا میں تمام شیعوں کو حکم دیتا ہوں" (۱)

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں کو فی میں ایک عورت کو قرآن پڑھاتا تھا، ایک روز اس سے مذاق کر بیٹھا اس کے بعد امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

امام نے فرمایا: "جو لوگ تنہائی میں گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں کیا خدا کو اس کا علم نہیں ہے ذرا بہ تو بتاؤ تم نے اس عورت سے کیا کہا تھا"؟

یہ سننے تھی میں نے شرم سے گردن بھکالی اور تو پر کری۔

امام نے فرمایا: "دیکھو پھر کبھی تکرار نہ کرنا" (۲)

## احلاق امام

ایک شایدی مدینہ میں رہا کرتا تھا اور برابر امام کی خدمت میں حاضر ہوتا، ایک روز امام سے کہنے لگا — "میرا دل آپ کے کیتنے سے بھرا ہوا ہے اور اس روئے زمین پر کوئی ایس

(۱) بخار الانوار ج ۲۶ ص ۲۲۳-۲۲۴ طبع جدید ۱۳۹۳ھ

(۲) بخار الانوار ج ۲۶ ص ۲۲۴ طبع جدید

میں ہے جسے میں آپ سے زیادہ سخن رکھتا ہوں، اور مجھے اس بات کا یقین ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت و خوشنودی صرف آپ کی دشمنی میں ہے۔ اور یہ جو میں برابر آپ کے یہاں آیا جائیا کرتا ہوں یا اس بتا پر نہیں ہے کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں بلکہ صرف اس لئے کہتا ہوں کہ آپ ایک اچھے سخن دہ اور ایک بہترین ادیب ہیں اور آپ کا کلام ادبی طفافوں سے سرشار رہتا ہے۔

ان تمام باتوں کے باوجود کبھی امام قاعدے سے پیش آتے رہے اور آپ کی رفتار میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ شامی سخت مریض ہو گیا اور اسے اس بات کا یقین ہو گیا کہ آپ میری موت یقینی ہے جب وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو حضرت ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ رات ابھی نصف کو پہنچی تھی کہ لوگوں نے دیکھا اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس کا ولی ووارث امام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت مسجد میں تشریعت فرمائتے اور تعلیمات میں مشغول تھے۔ اس شخص نے سارا ماجرا امام سے بیان کر دیا۔

امام نے فرمایا، جلدی نہ کرو اس کا انتقال نہیں ہوا ہے۔ امام نے دوبارہ دھو فرمایا، دور کعت نماز دو اکی، باتوں کو بلند کر کے دعا منگی اور پھر سجدے میں چلے گئے۔ آپ نے سجدے سے اس وقت سر اٹھایا جبکہ سورج نکل آیا تھا۔

امام اس شامی کے گھر تشریعت لے گئے اور شامی کے سرما نے بیٹھ گئے اور اس کو آزاد دی۔ اس نے فوراً جواب دیا۔ امام نے سہارا دے کر اسے بھایا اور تکید لگادی۔ پھر امام نے شریعت طلب فرمایا اور اس کو پلاریا اور اس کے گھر والوں سے فرمایا: "اے ٹھنڈی غذا دو"۔ یہ فرمادی امام والپس چلے گئے۔

ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ شامی بالکل صحیت یاب ہو گیا اور امام کی خدمت میں حاضر

چوکر کہنے لگا — ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ تمام لوگوں پر حجت خدا ہیں۔“ (۱) محمد بن منکر حسن کا شمار اس وقت کے صوفیائے کرام میں ہوتا تھا، ایک روز جبکہ بہت ہی سخت گری پر رہی تھی، مدینے سے باہر گئے ہوئے تھے راستے میں کیا دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام دونوں خلاموں کے ساتھ چلے اکر ہے ہیں اور آپ پسینہ میں عرق ہیں۔ حالت بتا رہی تھی کہ آپ کھیت سے تشریف لارہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ چلو اچھا موقع لا رہے آج ان کو مژد و نصیحت کروں گا۔ کیونکہ یہ بتیں ان کے لئے زیبا نہیں ہیں۔ یہ سوچ کر امام کے قریب گیا اور اسلام کیا۔ امام نے جواب دیا۔

میں نے کہا: ”خدا آپ کو زندہ وسلامت رکھے اگر اسی حالت میں آپ کو موت آجائے تو پھر آپ کا کیا عالم ہو کا، کیونکہ بات ہرگز آپ کے لئے مناسب نہیں ہے؟“ امام نے فرمایا: ”خدا کی قسم! اگر اسی حالت میں موت آجائے تو اطاعت خداوندی میں موت آئے گی۔ کیونکہ میں اپنے اس عمل سے خود کو تم جیسے لوگوں سے بے نیاز کر دیا ہوں۔ میں صرف اس وقت موت سے گھبر آتا ہوں جب خدا نخواستہ کسی گناہ میں موت ہوں۔“ محمد بن منکر نے کہا کہ خدا آپ پر حسین نازل کرے میں نے چالا تھا کہ آپ کو نصیحت کروں مگر آپ نے خود مجھے نصیحت فرمادی اور مجھے منبہ کر دیا۔ (۲)

## امام اور اموی خاندان

امام خواہ گھر میں انفرادی زندگی بس کر رہے ہوں یا سماج میں اجتماعی زندگی دونوں

(۱) امامی شیعہ طوسی ص ۲۹۱ بیج جوی

(۲) ارشاد شیعہ مفید ص ۲۹۶

صورت میں ان کی زعامت اور امامت میں کوئی فرق نہیں ہوتا کیونکہ امامت بھی رسالت کی طرح ایک منصب ہے جسے خدا عنایت کرتا ہے۔ لوگوں کی رائے کا اس میں کوئی خل نہیں ہوتا۔

ہمیشہ غاصب و ظالم اس منصب و مقام سے حسد کرتے رہے۔ ان لوگوں کی مستقل کوشش رہی کہ جس طرح بھی ہو سکے حکومت امام کے ہاتھوں میں نہ جانے پائے اور اسی سلسلے میں جائز اور ناجائز کی سرحدیں ان کے لئے بے معنی تھیں۔

امام کی زندگی کا ایک حصہ ہشام بن عبد الملک کے دورانِ حکومت میں گزرا۔ ہشام کو بھی دوسرے اموی بادشاہوں کی طرح اس بات کا لیکن تھا کہ اگرچہ ہم نے ہزار نیز ہنگوں سے حکومت ظاہری ان سے چھین لی ہے یا ان تک پہنچنے ہی نہیں دی، مگر لوگوں کے دلوں میں انھیں کی حکومت ہے انھیں کا سکن بیٹھا ہوا ہے۔

امام کی عظمت اور سیاست اس قدر زیادہ تھی کہ دوست تو دوست خود دشمن بھی آپ کی عزت و احترام کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

ہشام ایک سال حج کرنے کی غرض سے مکہ آیا ہوا تھا۔ اس سال امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام بھی مکہ تشریف لائے تھے۔ ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام لوگوں کے ایک عظیم اجتماع سے یوں مخاطب ہوئے:

”حمد ہے اس خدا کی جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول جاگر بیوٹ کیا اور ہم کو ان کے ذریعہ فضیلت و عظمت عطا کی ہم ہیں خدا کے وہ برگزینہ بندرے جنھیں خداوند عالم نے روئے زمین پر اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کامیاب و کامران صرف وہ ہے جو ہماری اطاعت اور پیروی کرے اور جس نے ہم سے دشمنی کی وہ ہلاک اور بر باد ہوا ہے۔“

امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں نے اس خطبہ کو ہشام تک پہنچا دیا تھا اس نے مکر میں کوئی تعریض نہیں کیا اور وہ دمشق والیں چلا گیا اور تم درینے لوٹ آئے۔ ہشام نے دمشق سے والی دینے کو حکم دیا کہ مجھے اور میرے پر بزرگوار کو دمشق روانہ کر دیا جائے۔ ہم لوگ دمشق پہنچا دیے گئے اور تین دن تک ہشام نے ہمیں نہیں بلایا۔ جو تھدود دربار میں بلایا گیا۔ جب ہم لوگ دربار میں داخل ہوئے اس وقت ہشام سخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ارد گرد اس کے حوالی موالی تیر اندازی میں مصروف تھے۔

ہشام نے والد بزرگوار کا نام لے کر آواز دی اور کھاڑا اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ تیر اندازی کیجھے ہے۔

پر بزرگوار نے فرمایا: "میں بورہا ہو جکا ہوں، تیر اندازی کا زمانہ لگز جکا ہے لہذا مجھے معدود رکھا جائے۔"

ہشام نے اصرار کرنا شروع کیا اور آپ کو قسمیں دلانے لگا، اور خاندان بنی امیرہ کے ایک بوڑھے سے مخاطب ہو کر کھا کر ذرا اپنی کان اور تیر ان کے حوالے کر دو۔

والد بزرگوار نے کان لی اور تیر چلہ کان پر رکھا۔ پہلا ہی تیر سیدھا نشانہ پر جا بیٹھ پھر دوسرا تیر چلہ کان پر جوڑا، دوسرا تیر جا کر پہلے تیر پر پوست ہو گیا۔ اسی طرح امام تیر رکھتے رہے اور ہر تیر پہلے تیر پر پوست ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ امام نے نوال تیر رہا کیا، وہ بھی جا کر سیدھا آٹھوں تیر پر پوست ہو گیا۔!

یہ دیکھ کر نام لوگ مبہوت ہو گئے اور ہشام کا چہرہ مارے اضطراب کے زرد ہو گیا، اور اس قدر خوف اس پر طاری ہوا کہ آنکھیں بالکل دنس گئیں۔

ہر ایک کی زبان پر امام کی تعریف و توصیف تھی:

ہشام کہنے لگا: "واقعاً آپ نے کمال کر دیا۔ عرب اور عجم میں آپ سے بہتر کوئی تیر انداز

نہیں ہے۔ آپ نے کیسے فرمادیا کہ میرا زمانہ تیر اندازی کی ذریحہ کا ہے اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔“  
ہشام نے علین اسی وقت میرے پر بزرگوار کے قتل کا ارادہ کر لیا اور سر صحکاٹے دیر تک  
سوچا رہا اور ہم اس کے تخت کے کنارے کھڑے رہے۔ جب کافی درگزر گئی اور ہشام نے کوئی توجہ  
نہیں تو اس کی اس حرکت سے میرے والد تخت نا راض ہوئے اور آشنا غصب آپ کے چہرے سے نیاں  
تھے۔ میرے والد کی یہ عادت تھی کہ جب آپ نا راض ہوتے تو برادر آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے۔  
جب ہشام نے یہ حالت دیکھی تو اس وقت اس نے ہم کو تخت پر بُلایا اور والد بزرگوار سے  
بغل گیر ہوا اور پھر انہیں اپنے تخت پر اپنے داہنے جاب بھیایا، پھر محجہ سے گلے ڈا اور میرے والد  
کے پہلو میں بھجو گئی۔ اس کے بعد والد بزرگوار سے مخونٹگو ہو گیا اور رکھنے لگا۔

”جب تک آپ کا وجود مبارک ہے عرب دعجم دونوں کو آپ پر فخر ہے۔ آپ نے تیر اندازی  
کس سے سیکھی اور کتنی درت میں سیکھی؟“

امام نے فرمایا — تھیں معلوم ہے کہ تیر اندازی مدینے والوں کا ایک بہترین مغلہ ہے میں نے  
کبھی کسی زمانے میں تیر اندازی کی تھی، پھر آج تک اتنا نہیں لگایا تھا۔

ہشام — جس وقت سے میں نے اپنے آپ کو پہچاہا ہے اور تھوڑا بہت سورج جھوہ میں بیدار رہا ہے  
اس وقت سے لے کر آج تک کسی کبھی آپ جیسی تیر اندازی کرتے نہیں دیکھا ہے  
اور مجھے یقین ہے کہ اس روئے میں پر کوئی بھی آپ جیسا تیر انداز نہیں ہے۔ کیا آپ  
صاحزادے ”عفتر“ بھی اسی طرح تیر اندازی کر لیتے ہیں؟

امام: — اس! ہم نام چیزوں کو کمالاً اور تکمیل بطور ارش ماحصل کرتے ہیں وہی کمال کی آخری حد  
جس سے خداوند عالم نے اپنے بنی حضرت محمد مصطفیٰ کو سرفراز فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے  
”الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَعْتَدْتُ لَكُمْ دُلُجْنَسْمَىٰ وَرَضِيَتْ لَكُمْ  
الْإِسْلَامَ دِيْنًا“، اور زمین کبھی بھی ایسے افراد سے خالی نہیں رہ سکتی جو تمام اور

میں کامل اور مبارات نہ رکھتے ہوں۔"

یہ میں کہ ہشام چوندھیا گیا اور غصت سے اس کا چہرہ مسرخ ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک سر بھکارے بوجتا رہا پھر کھنے لگا۔

"مگر ہم اور آپ دونوں عبدِ نافع کی نسل سے نہیں ہیں اور اس بحاذ کے ایک دوسرے کے برابر نہیں ہیں!"

امام — ماں ایسا ہی ہے مگر خداوند عالم نے ہمیں کچھ خصوصیات عطا کئے ہیں جن سے اور وہ کو بالکل محروم رکھا ہے۔

ہشام: — مگر پیغمبر عبدِ نافع کی اولاد نہیں تھے جو سارے عالم کے لئے رحمت بن لکھوٹ کے گئے۔ ان کی رسالت ہر ایک کے لیے عام تھی، اس میں کالے گورے کی کوئی قید نہ تھی۔ یہ تمام علم و مہر آپ کو کس سے بطور ارشاد داہی ہے جبکہ پیغمبر خدا کے بعد پھر کوئی دوسرے نبی نہیں ہے اور آپ تو بھی نہیں ہیں۔

امام: — خداوند عالم نے قرآن میں پیغمبر اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "جب تک کوئی دھی نہ پہنچے آپ اپنی زبان سے کچھ نہ فرمائیں" (۱) اس آیت کی بنا پر پیغمبر میں زبان تابع دھی ہے تو اسی پیغمبر نے ہم کو ایسے خصوصیات عطا کئے ہیں جن کو دوسروں سے لے لیا کھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو راز کی باتیں پیغمبر اسلام اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام سے کرتے تھے وہ کسی دوسرے سے نہیں کہتے تھے اور اسی طرف قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے "وَتَعِيَهَا أذنٌ وَاعِيَةٌ" (۲) جو کچھ بھی آپ کی طرف دھی کی بھائی ہے اور جو امر اور موز آپ کے پرورد کئے جاتے ہیں اسے ایک یاد رکھنے والا کان سنائیا ہے

(۱) سورہ قیامت آیت ۱۶  
(۲) سورہ حلقہ آیت ۱۲

پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا میں نے خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ اس آیت کا مصداق تم کو بنائے۔ کوئی میں حضرت علیؑ نے ایک روز ارشاد فرمایا رَسُولُ خدا

نے مجھے ہزار باب قلم کے اور ہر باب سے میرے لئے ہزار ہزار باب کھل گئے۔

جس طرح سے خداوند عالم نے پیغمبر کو خصوصیات سے فواز اتنا اور دوسریں کو محروم رکھا تھا، اسی طرح اس نے حضرت علیؑ کو منتخب کیا اور ان کو ایسی اشیاء کی تعلیم دی جو کسی اور کو نہ دی، ہمارا علم و کمال اسی منع فیاض سے تعلق ہے اور وہی ہمارا سرچشمہ ہے لہذا یہ تمام چیزیں بطور ارشت صرف ہم کو ملتی ہیں کسی دوسرے کو نہیں۔

ہشام۔۔۔ علی نے تو علم غیب کا بھی دعویٰ کیا تھا، درخواستیکہ یہ دعویٰ خدا کے علاوہ کسی کو سزاوار نہیں ہے۔

امام۔۔۔ خداوند عالم نے پیغمبر پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمام چیزیں موجود ہیں۔

شروع سے لے کر اس وقت تک کے حالات اور اس وقت سے قیامت تک تمام واقعات

اس میں موجود ہیں، جیسا کہ خود قرآن میں ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا

لِكُلِّ شَيْءٍ (۱) ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان

موجود ہے۔۔۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذکرہ اس کتاب میں نہ ہو (۲)

”ہم نے تمام چیزیں روشن کتاب میں جمع کر دی ہیں“ (۳) اور خداوند عالم نے

پیغمبر کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ تمام اسرار و رہوز علیؑ کو تعلیم دے دو اور پیغمبر

نے انت کو منحاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”علیؑ تم سب زیادہ اچھا نصیلانے

(۱) صد و سی کل آیت ۸۹

(۲) سورہ انعام آیت ۲۸

(۳) سورہ یسین آیت ۱۶

والی اور تم سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔"

یہ سُن کر رہنماء کو چپ لگ گئی، پھر کچھ بولانے لگی اور امام اس کے دربار سے بخل آئے۔ (۱۱)

## امام مقام انجمن ج میں

"عبداللہ بن نافع" جو حضرت علی علیہ السلام کے سخت ترین دشمنوں میں تھا اور برا بکرا کرتا تھا کہ اگر کوئی مجھے قافع کر دے کر جنگ نہروان میں علی حق پرستھے اور خوارج کو جو قتل کیا گیا ہے وہ علی کا صحیح فیصلہ تھا تو اس شخص کی خدمت میں حاضری دوں گا خواہ وہ کتنی دُور کیوں نہ ہو۔

لگوں نے عبد اللہ سے کہا کہ کیا اولاد علی علیہ السلام بھی تم کو قافع نہیں کر سکتی؟ عبد اللہ نے کہا، کیا علی کی اولاد میں کوئی دانشور بھی ہے؟  
لگوں نے کہا۔۔۔ بھی بات تمہاری جہالت کے لئے کافی ہے۔۔۔ کیا یہ بات ممکن ہے کہ علی کی اولاد میں کوئی دانش ورز ہو؟

عبداللہ نے کہا۔۔۔ اس زمانے میں بھی کوئی ہے؟"

لگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف عبد اللہ کی رہنمائی کی۔ عبد اللہ اپنے دوستوں کے ہمراہ مدینہ آیا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی تمنا ظاہر کی۔  
امام نے ایک غلام کو حکم دیا کہ جاؤ ان کا ساز و سامان آمازو اور ان سے کہہ دو کہ کل تشریف لائیں۔۔۔

صحیح سویرے عبد اللہ اپنے دوستوں کے ہمراہ امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے بھی اپنے تماں اصحاب اور مہاجرین و انصار میں جو لوگ زندہ تھے ان سب کو بلوایا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے

امام تشریف لائے۔ اس وقت آپ مرخ لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ آپ یوں گویا ہوئے، "حمد ہے اس رب کی جس نے زمان و مکان کو پیدا کیا ہے۔ حمد ہے اس ذات کی جسے نہ اونکھر آتی ہے اور نہ نیند۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب خدا کی ملکیت ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ نہ اس کے خاص بندے اور اس کے فرستادہ ہیں۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے نبوت کے ذریعہ ہم کو فضیلت عطا کی اور اپنی ولایت اور خلافت سے ہمیں نوازا۔

اے گروہ انصار و ماجر! تم میں سے جس کو علیؑ کی کوئی فضیلت یاد ہو اسے بیان کرو!“

حاضرین نے ایک ایک حدیث بیان کرنا شروع کی۔ یہاں تک کہ بات حدیث خیر "تک پہنچی۔ وگ کھنے لگے: جنگ خیر کے موقع پر پیغمبر نے ارشاد فرمایا:

لَا تُعْطِيَنَّ الرَّازِيَةَ عَدَا رَجُلًا يَحْبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمُحَمَّدَهُ  
اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَرَّارًا غَنِيرَ فَرَارًا لَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ  
عَلَى يَدَيْهِ۔

"کل میں عسلم اس مرد کے سپرد کروں گا جو اندر اور اس کے رسول کو دو رکھتا ہوگا اور جسے اندر اور اس کا رسول بھی دوست رکھتا ہوگا۔ وہ بڑھ بڑھ کر جلا کرنے والا ہوگا اور میدان کا رزار سے فرار نہیں کر سکے گا اور اس وقت تک واپس نہیں آئے گا جب تک خدا سے فتح و نصرت سے ہمکار نہ کر دے۔"

دوسرے روز یہ علم اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کیا گیا۔ آپ نے ساندار جنگ رضی اور یہود یوں کے قلعہ خبر کو فتح کر دیا اور باب خیر کو کھاڑپسنا

امام محمد باقر علیہ السلام نے عبداللہ بن نافع سے فرمایا۔ "اس حدیث کے باعث میں تمہارا ایک ایسا خیال ہے۔؟"

عبداللہ: — حدیث تو بالکل صحیح ہے مگر علی بعد میں کافر ہو گئے ایکونک انہوں نے نافع خوارج کو قتل کیا۔ (۱)

امام: — تیری ماں تیری عزماں بیٹھی۔ جس وقت خدا علی کو دوست رکھتا تھا اسے یہ معلوم تھا کہ علی بعد میں خوارج کو قتل کریں گے یا خدا کو اس بات کا اسلام نہیں تھا؟ اگر یہ کہو کہ خدا کو اس بات کا علم نہیں تھا تو کفر لازم آتا ہے۔!

عبداللہ: — خدا کو اس بات کا بالکل علم تھا!

امام: — خدا جب علی کو دوست رکھتا تھا تو اس بنیا پر کہ علی اس کے اطاعت گزار بندے ہیں یا اس بنیا پر — معاذ اللہ — کہ علی اس کی نافرمانی کرتے ہیں؟

عبداللہ: — خدا اس بنیا پر دوست رکھتا تھا کہ علی اس کے اطاعت گزار بندے ہیں۔

امام: — تو اگر آئندہ عسلی سے کوئی گناہ — معاذ اللہ — سرزد ہونے والا تھا تو خدا ہرگز علی کو دوست نہ رکتا۔ خدا کا دوست رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آئندہ علی سے کوئی گناہ سرزد ہونے کا امکان نہیں ہے۔ تو اب خوارج کا قتل کرنا گناہ نہیں ہو سکتا بلکہ قتل کرنا بھی اطاعت گزار و مردی ہے۔

اس کے بعد امام نے فرمایا — چلو اٹھو۔ اب تمہارے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور صرف یہی ایک دل متمہارے خیال کو باطل کرنے کے لئے کافی ہے۔

(۱) خوارج ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو جنگ نہرین میں حضرت علی علیہ السلام کے مقابل تھے۔ یہ لوگ حضرت اس بنیا پر سر بر بکار ہو گئے تھے کہ حضرت علی نے جنگ صفين میں یہ لوگوں جنگ روک دی اور بعد میں "حکم" کو قبول کیا۔

عبداللهہ مہاں سے اٹھا اور اس آیت کی تلاوت کرنے لگا: —  
 حَتَّیٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخِيطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخِيطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۝  
 "یہاں تک کہ صبح صادق غدوہ اور موجاہے اور صبح کاذب کافور ہو جائے۔"

مطلوب یہ تھا کہ حقیقت بالکل صبح صادق کی طرح آشکارا ہو گئی اور اب کوئی شک دشہ بانی نہ رہا۔ اور کہنا جانا تھا کہ "خدا خوب جانا ہے کہ سالت کو کس خازن میں رکھا جائے۔" (۲) اور کس کو اس منصب کا دارث قرار دیا جائے! (۳)

## حکم امام سے سے ٹوٹھلنے ہیں

بیہلی صدی ہجری میں کاغذ صرف رومنی بنایا کرتے تھے اور صنعت ہرف اخین تک محدود تھی اور مصر کے عیسائی بھی بنایا کرتے تھے۔ چونکہ روم کے رہنے والے عیسائی تھے لہذا وہ کاغذ پر "اب، این، روح" (رجو خاص عیسائیت کی نشانی ہے) کام کر لگاتے تھے اور بھی ان کی مخصوص علامت (ٹریڈ مارک) تھی۔

عبداللہ امی ایک ہوشیار حکمران تھا جب اس نے کاغذ پر اس قسم کی نشانیوں کو دیکھا اور دقت سے اس کا مطالعہ کیا تو حکم دیا کہ اس کا عربی میں ترجمہ کیا جائے۔ جب ترجمہ ہو کے اس کے سامنے پیش ہوا تو سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ مصر ایک اسلامی ملکت ہے اس میں عیسائیت کیوں پروان چڑھ رہی ہے۔ فوراً مصر کے گورنر کو مبلغ کریم حکم دیا کہ تمام مصنوعات پر اب یہ نشانی

(۱) سورہ بقرہ آیت ۱۸۶

(۲) سورہ انعام آیت ۱۲۳

(۳) کافی جلد ۸ ص ۳۲۹ طبع جدید

ہوئی چاہئے : " مَهْدَى اللَّهِ أَتَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ " — اور پورے ملک میں یہ حکم جاری ہو گیا کہ دہ کاغذ جس پر حیاتیت کی نشانی اور علامت ہو اس کو فوراً نیست و نابود کر دیا جائے اور اس کا غذ کے بدلے نئے کاغذ استعمال کئے جائیں ۔

اسلامی ملکت میں اب نئے کاغذ استعمال ہونے لگے جن پر اسلام کی نشانی اور علامت ہوتی تھی اور یہ کاغذ روم بھی پہنچے ۔ قیصر روم کو اس بات کی اطلاع دی گئی ۔ قیصر روم نے عبد الملک کو ایک خط لکھا کہ : —

" ہمیشہ سے کاغذ پر روم کی علامت ہوا کرتی تھی ۔ یہ جو تم نے نئی علامت راجح کی ہے اگر تھارا یہ کام صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تھارے پہلے جو خلفاء تھے انھوں نے ناباہر طور پر اسے برقرار رکھا تھا اور ان کا یہ عمل درست نہیں تھا، اور اگر گورنر شہر خلفاء کی روشنی باکل صیغہ اور اسلامی تھی تو پھر تھارا یہ اقسام غلط ہے (۱) میں اس خط کے ہمراہ ایک سخت بھی ارسال کر دیا ہوں، امید ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں گے اور اب اس بات کی اجازت دیں گے کہ مصنوعات پر وہی پرانی علامت باقی رہے ۔ امید ہے کہ آپ کا مشتبہ اقسام ہمارے لئے پاس گذاہی کا سبب بنے گا ۔ "

عبد الملک نے تھارا اپس کر دیا اور قیصر روم کے تاصر سے کہا کہ تھارا یہ خط جواب کے لائق نہیں ہے ۔

قیصر روم نے پھر سخت ارسال کیا ۔ اس مرتباً سخت کافی گراں قدر ارسال کیا اور خط میں لکھا : " میں نے جو سخت ارسال کیا تھا چونکہ وہ معمولی تھا، لہذا آپ نے اسے قبول

(۱) مطلب یہ تھا کہ اس طرح خاکہ ان تعقیب کو جاری رکھا جائے اگر عبد الملک اپنے اقسام سے باز آجائے ۔

نہیں فرمایا ایسے ہے کہ اس مرتبہ ہماری بیشکش کو قبول کرتے ہوئے اس گراں قدر تخفہ کو قبول فرمائیں گے۔

عبداللہک نے اس مرتبہ بھی تخفہ و اپس کر دیا اور خط کا کوئی جواب نہ دیا۔

یصریوم نے پھر عبداللہک کو ایک خط لکھا کہ:

”آپ دو مرتبہ ہمارے تخفہ کو دیپس کر چکے ہیں اور ہماری بیشکش کو قبول نہیں کیا۔ اب تیسرا مرتبہ پھر تخفہ اسال کر رہا ہوں اور یہ تخفہ گزشتہ کے مقابلے میں کافی گراں قیمت ہے۔ اگر اس مرتبہ پھر تخفہ کو لے لادیا اور ہماری بات نہ مانی تو حضرت عیینی کی قسم کرتا نام کارخانوں کو حکم دوں گا کہ وہ ایسے سکنے والیں جن پر پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں ساختا خانہ افغانستان درج ہوں اور یہ بات بھی یاد رہے کہ سکنے صرف اہل روم ہی ڈھان لئے ہیں اور جب اس قسم کے سکنے ہمارے پاس پھوپھیں گے تو شرم سے پیٹنے پیٹنے ہو جاؤ گے لہذا بہتر ہی ہے کہ ہماری بات مان لو کہ تمام مصنوعات پر خاص کر کاغذ پر ہمارا نشان رہے گا اور ہمارے اس گراں قدر تخفہ کو قبول کرو تاکہ ہمارے تھمارے دوستانہ تعلقات برقرار رہیں۔“

جب یہ خط عبداللہک کے پاس پہنچا تو اس سے کوئی جواب نہ بنا اور کہنے والا کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو پیغمبر کی — معاذ اللہ — رسولی کا باعثت بنوں گا، اور میں وہ پہلا فرزند اسلام قرار پاوں گا کہیری بنار پر لوگ رسول اللہ کو — معاذ اللہ — بُرا بھلا کھیں گے۔

اس سلسلے میں اس نے لوگوں سے مشورے کے لئے کوئی معقول جواب نہ ملا۔ حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگا آپ کو راہ حل علوم ہے مگر آپ جان بوجہ کہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔

عبداللہک نے کہا: ”وائے ہو تھمارے اور پر وہ کون سارا سترے ہے جس سے میں عمد़اً

گریزاں ہوں۔؟“

وہ کہنے لگا "اس سلسلہ کا حل" باقر اہل بیتؑ سے دریافت کرو ان کے علاوہ اور کوئی اس کا

جواب نہیں دے سکتا۔"

عبدالملک نے اس بات کی تصدیق کی اور فوراً مدینہ کے گورنر کو خط لکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو عزت و احترام کے ساتھ شام روانہ کرو اور ادھر عبد الملک نے قیصر روم کے فاصلہ کو روک کر کھا۔ یہاں تک کہ امام شام تشریف لائے اور عبد الملک نے سارا ماجرا امام علیہ السلام سے بیان کیا اور امام نے فرمایا،

"شاہ روم کی گیدڑی پیکیاں کبھی علی نہ ہوں گی اور یہ کام اس کے انکان میں نہیں

ہے اور اس کی ہمکی کا سیدھا راستہ یہ ہے کہ اس وقت تمام صنعت گروں کو جمع کرو اور انہیں اس بات کا حکم دو کہ یہ لوگ خود سکر دھان اسٹرود کریں۔ سکنر کے ایک ہفت سورہ توحید کا نقش ہو اور دوسری ہفت پیغمبر اسلام کا اسم بار ک لکھ دہ ہو اور اس طرح ہم کو روی سکے کی ضرورت نہ ہوگی اور یہ سچے تین قسم کے ہوں۔ ۱۔

(۱) ہر درہم ایک مثقال کے برابر ہو کہ دس درہم دس مثقال ہو۔

(۲) ہر درہم ۶ مثقال کے ہم وزن ہو۔

(۳) ہر درہم ۵ مثقال کے ہم وزن ہو۔

اس طرح سے تیس درہم ۲۱ مثقال کے ہم وزن ہوں گے۔ اگر کسی کے پاس روی میش درہم ہوں جن کا وزن ۲۱ مثقال ہوتا ہے تو اس شخص کو روی میں درہم کے عوض نے تیس درہم دیے جائیں گے۔ اسی کے ساتھ ہر سکھ پر اس کے شہر کا نام اور سال درج ہو۔ امام علیہ السلام نے اس سلسلہ میں اور بھی تفصیلات عبد الملک کو بتائی۔

امام کے حکم کے مطابق عبد الملک نے تمام صنعت گروں کو جمع کیا اور ان کو امام کے حکم سے اگلاہ کیا۔ سچے دھان اسٹرود کے ہو گئے۔ عبد الملک نے سارے ملک میں یہ حکم نافذ کر دیا کہ جس کے پاس روی سکھ موجود ہوں وہ انہیں جمع کر کے نئے سکھے حاصل کر لے اور اب صرف اسلامی سچے

ملک میں رائج ہوں اور غیر اسلامی سکونت رفتہ ختم کر دیے جائیں، اور آخر کار تمام غیر اسلامی سکے ملک سے ختم ہو گے۔

عبدالملک نے قیصر دم کے قاصد کو بلا کر سارا قشہ بیان کر دیا اور کہا کہ قیصر دم سے کہہ دین کہ ہم تمہارے سکون کے محتاج نہیں ہیں۔

جب قیصر دم تک یہ خبر پہنچی تو اس کے درباریوں نے بے حد اصرار کیا کہ قیصر اپنی دھمکی کو عملی کر دکھائے۔ قیصر دم نے کہا کہ میں صرف یہ چاہتا تھا کہ عبد الملک کے تھتب کو ہبادوں اور اس کو غصہ دلا کر فائدہ اٹھاؤں اور اب دھمکی پر عمل کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ اب اسلامی مالک میں ہمارے بنائے سکے نہیں چلیں گے۔ (۱)

## اصحابِ امام

امام محمد باقر علیہ السلام نے بہترین افراد کی پروردش کی اور آپ کے حلقہ درس کا ہر شاگرد اپنے فن میں خیال حیثیت رکھتا تھا۔ جب حکومتوں نے ذرا بھی سانس لینے کا موقع دیا تو اس وقت آپ نے لوگوں کو معارفِ اسلامی سے آگاہ کرنا مشروع کر دیا اور وہ لوگ جو شیفتگان علم و دانش تھے وہ رفتہ رفتہ آپ کے گرد جمع ہونے لگے اور آپ سے علم و دانش کے وہ سوتے پھٹوٹے جس سے آج ساری دنیا سیراب ہو رہی ہے اسلامی تعلیمات کو نکھار کر پیش کیا تاکہ آنے والی نسلیں حقیقی اسلام سے متعارف ہو سکیں اور سائل کو اس قدر واضح کر دیا جائے کہ ایک منصف مزاج انسان خرافات اور حقیقت میں تمیز دے سکے۔

آپ نے ایسے شاگرد پروردش کے رجوا پیش کیا تھا اور ان میں سے ہر ایک کی ایک امتیازی شان تھی، ان عظیم شاگردوں میں سے صرف چند کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے،

### ① ابیان بن تغلب

آپ کو تین امام — حضرت امام زین العابدین علیہ السلام، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ علیٰ میران میں ابیان کی شخصیت کو ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ تغیر، فقہ، حدیث، فرقہ، لغت اور دیگر علوم میں یہ طوفی

حاصل تھا اور آپ کی علمی شخصیت اس تقدیر مسلم تھی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ”تم مسجد و ریز میں عبیثو اور لوگوں کو فنی دو اور لوگوں کو ان کے مسائل سے آگاہ کرو۔ میری دلی تمنا اور آرزو ہے کہ میں اپنے شیعوں میں تھمارے جیسے افراد دیکھوں۔“ (۱)

ابان جس وقت مدینہ آئئے تھے تو لوگ ٹوٹ کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے اور آپ کے درس کے لیے بنبر سول غانی کر دیا جاتا تھا۔ جس وقت ابان کی خبر مرگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے فرمایا ”خدا کی قسم اس خبر نے میرا دل ہلادیا“ (۲) ابان نے تقریباً تیس ہزار روایتیں نقل کی ہیں (۳)

## ۲ زراہ

علمائے شیعہ نے آپ کو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے برگزیدہ اصحاب میں شمار کیا ہے۔ آپ کی علنست و بزرگی کا اندازہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث سے بخوبی ہوتا ہے امام نے ارشاد فرمایا: —

”اگر برید بن معادیر، ابوالبعیر، محمد بن مسلم اور زراہ نہ ہوتے تو آنادی سفیر اور معارف شیعہ ہو جو ہو جاتے۔ یہ لوگ حلال اور حرام خدا کے امین ہیں۔“

اسلامی مسائل کے مسلمان میں ان کی شخصیت قابل اعتماد ہے۔

امام برید بر فرمایا کرتے تھے برید، زراہ، محمد بن مسلم اور احوال یہ لوگ زندگی و مرگ دونوں میں

(۱) سفینۃ البخاری ج ۱ ص ۱۷۷ کوہنوند سنای

(۲) باب حادث ج ۱ ص ۱ سفینۃ البخاری ج ۱ ص ۸

(۳) سفینۃ البخاری ج ۱ ص ۸

میرے نزدیک محبوب ترین افراد میں۔

وزارہ امام کو اس قدر دوست رکھتے تھے کہ بات زبان زد خاص و عام تھی اور جو چونکہ حکومت ایسے افراد کی سخت متابثی تھی اور جب ایسے افراد مل جاتے تو انہیں طرح طرح کی اذیتیں دے جاتی تھیں اس بناء پر امام جعفر صادق علیہ السلام وزارہ کی جان و مال کی حفاظت کے لئے بعض وقت وزارہ کے عیوب بیان کرتے تھے تاکہ دشمن کو بہادرنہ ملنے پائے اور آپ نے خفیدہ راستے سے وزارہ تک پیغام پہنچایا کہ یہ جو میں بعض اوقات تھمارے عیوب بیان کرتا ہوں، یہ اس بناء پر ہے کہ یہ حکومت تم سے معرفی نہ ہو اور تھماری جان و مال عزت و آبرو و محفوظار ہے کیونکہ تھیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ لوگ ہمیشہ اس بات کے کوشش رہتے ہیں کہ تھمارے دوستوں کو اذیت پہنچائیں اور جو چونکہ تھمارے لئے بات مشورہ ہو جوکی ہے کہ تم ہمارے دوستوں اور چاہئے والوں میں ہو، لہذا جب اس قسم کی خبریں تم تک پہنچیں تو تم گہرانا نہیں۔ (۱)

وزارہ فرأت، فقہ، علم کلام، شعر اور ادبیات عرب میں حمارت کامل رکھتے تھے۔ آپ کی علملت و بزرگی اور دیانت و ارثی آپ کے چہرے سے آشکار تھی۔ (۲)

### ۳) کمیت اسری

بہت ہی مشہور و معروف شاعر آپ ہمیشہ درج اہل بیت علیہم السلام میں رطب اللسان رہتے تھے۔ آپ کے اشعار اہل بیت علیہم السلام کے فضائل سے بھرپور ہتھیں تھے۔ آپ اپنے اشعار کے ذریعہ ہمیشہ اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے دفاع کرتے تھے اور دشمن ان اہل بیت کو ہمیشہ ذلیل و روکیا کرتے تھے اور ان کی قلعی کھولا کرتے تھے جس کی بناء پر اموی دربار

(۱) سفینۃ البخار رج ۱ ص ۵۲۶

(۲) جامع الرواۃ رج ۱ ص ۱۱۶ و ص ۳۲۳ - ۳۲۵

برابر آپ کو دریا دھکلایا جاتا اور کبھی تومرت کی بھی دھکی دی جاتی۔

اس پر اسوب دور میں جہاں نیان و قلم پر پابندی عائد ہو، خصوصاً اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب بیان کرنا کس قدر دشوار کام تھا، ایسا زمانہ تھا جب اہل بیت علیہم السلام کی درج کرنا مت کو دعوت دینے کے برادر تھا اسی بنا پر بہت لوگ ایسے تھے جن کے قلوب تو اہل بیت علیہم السلام کی محبت سے مرتباً تھے مگر اس کا انعام نہیں کرپا تھے اور ایسے افراد بہت کم تھے جو اہل بیت کی عبّت کا انعام بھی کر سکیں اور ان کے فضائل و مناقب بیان کر سکیں، ان لوگوں میں کیت اسدی کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ آپ کو جس قدر دربار سے دھکی دی جاتی اتنا ہی زیادہ آپ کے عزم والا دہ میں اضافہ ہوتا جاتا اور جس تدریجی بڑھتی اتنا ہی زیادہ آپ کا دل بڑھتا اور آپ کے اشعار میں حق کا عکس نظر آتا ہے، آپ نے کبھی بھی باطل کی حیات نہیں کی بلکہ ہمیشہ حکومت کے کارناموں سے پر دے اٹھاتے رہتے اور حکومت کی نیزگوں سے اسکاہ کرتے رہتے۔

کیت نے اپنے بعض اشعار میں اللہ علیہم السلام کی درج ان الفاظ میں کی ہے:

یہ ہیں وہ بہت نما عدل و انصاف جن کی مرثت میں داخل ہے

یہ لوگ ہی نیکی طرح نہیں ہیں کہ جو ان اور ان میں فرق نہ کرپا تے ہوں!

یہ حضرات عبد الملک، ولید، سلماں اور ہشام جیسے نہیں ہیں کہ جو منیر پر بیٹھ کر ایسی

باتیں کرتے ہوں جن پر خود کبھی عمل نہ کرتے ہوں!

یہ اموی بادشاہ باتیں تو پیغمبر اسلامؐ کے زمانے کی کرتے ہیں مگر خود ان کے عمل سے زمانہ

جاہلیت کے آئندگیاں ہیں۔ (۱)

کیت امام محمد باقر علیہ السلام کو دل سے دوست رکھتے تھے اور انہیں کبھی اپنا خیال

(۱) الشیعہ والکون ایف جواد عیند ص ۱۷۹ طبع چاہم بیروت

نہیں رہتا تھا۔ کیت نے امام کی درج میں اشعار لکھے تھے اور اشعار کو امام کی خدمت میں پیش کیا۔ جب کیت اپنا تصیہہ نام کر پکھے تو امام نے دو بقبيلہ ہو کر ارشاد فرمایا "خدا کیت پر جمیں نازل فرمائے" اس کے بعد ایک لاکھ درہم کیت کو عطا کیے اور فرمایا۔ یہ رسم ہمارے خاندان والوں نے جمع کر کے تعمیں دیا ہے۔

کیت نے کہا، "قسم خدا کی میں سیم وزد کا خواہ نہیں ہوں، اگر آپ مجھے اینا ایک پیرا ہوں عطا کریں تو یہ میرے لئے سب سے زیادہ قیمتی ہے" امام نے اپنا ایک پیرا ہون کیت کو عطا کر دیا۔ (۱) کیت ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ امام نے زمانہ کی شکایت کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا ہے

ذَهَبَ الَّذِينَ يَعَاشُونَ فِي أَكْنَافِهِمْ  
لَمْ يَبْقَ إِلَّا شَيْتَمْ أَوْ حَاسِدٌ  
بَگْزَرَگَهُ وَهُوَ افْرَادُ جَنَّكَهُ کے سایہ میں لوگ زندگی بست کرتے تھے اور اب تو  
بیرونہ باتیں کرنے والے حاصل نہ کچے ہیں" (۲)

کیت نے فوراً یہ شعر پڑھا ہے

وَبِقِ عَلَى ظَهَرِ الْبَسِطَةِ وَاحِدٌ  
فَمَوْلَانِي وَأَنَّتَ ذَالِقَ الْوَاحِدُ

"ہر اس روئے زمین پر ان عظیم افراد کی ایک نشان موجود ہے اور  
دی ہی دلی مراد ہے اور وہ صرف آپ کی ذات والاصفات ہے" (۲)

(۱) سفینتہ البخاری ۱۰۰ ص ۲۹۹ طبع کتابخانہ سنانی

(۲) منشی الالام ص ۲۷ طبع ۱۴۲۱ھ

## ۲) محمد بن مسلم

آپ کو فقیرہ اہل بیت "کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور آپ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے سچے پاہنے والے تھے اور حقیقی محب تھے۔ جیسا کہ گذر چکا ہے آپ کا شمار ان چار علمی ہستیوں میں ہوتا ہے جن کے ذریعہ اکثار بُوی محفوظ ہیں۔ آپ کی زندگی اسلامی تعلیمات کا مکمل نمونہ تھی۔ آپ کو فے کے دہنے والی تھے اور وہ اس سے بھرت کر کے مدینہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ امام علیہ السلام کے حضرہ رفیعین سے اپنی علمی تشکیل، مجہاسیکن۔ آپ چار سال تک امام علیہ السلام کی خدمت میں رہے اور علم و انش کب کرتے رہے۔

"عبداللہ بن یعوز" نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ "موی! بعض اوقات ایسے سائل پیش آتے ہیں جن کا حل میں نہیں جانتا، اور ان موقع پر آپ کی خدمت میں حاضری بھی ممکن نہیں ہوتی، تو اس صورت میں کیا کروں؟"

امام نے فرمایا۔ "محمد بن مسلم کی طرف کیوں درجہ نہیں کرتے اور ان سے اپنے سائل کا حل کیوں دریافت نہیں کرتے؟" (۱)

ایک شب محمد بن مسلم کی خدمت میں یاک عورت آئی اور کہتے لگی: "یری بہو کا اٹھتال ہو گیا ہے اور اس کے شکم میں یاک بچہ زندہ ہے اس صورت میں ہم کیا کروں؟" محمد بن مسلم نے کہا۔ "اس موقع پر امام محمد باقر علیہ السلام کا حکم یہ ہے کہ آپ ریشن کر کے بچہ کو نکال دیا جائے گا اور بعد میں عورت کو دفن کر دیا جائے گا:

اس کے بعد محمد بن مسلم نے اس عورت سے دریافت کیا کہ "تم محمد تک کیوں بہنچیں؟"

(۱) تخفیف الاجباب محدث قمی ص ۱۷۵ جامع الردۃ ۲۵ ص ۱۹۳

عورت کھنے لگی۔ ”میں اس مسلم کو لے کر امام ابو حنیفہ کے پاس گئی اور ان سے اس مسلم کا حل دریافت کیا۔ وہ کھنے لگے اس مسلم کے بارے میں مجھے علم نہیں ”محمد بن مسلم کے پاس جاؤ اور ان سے اس مسلم کا حل دریافت کرو اور وہ جو جواب تھیں دیں، اس سے مجھے سبھی آگاہ کرو۔“ محمد بن مسلم ایک روز مسجد کو فریض میں تشریف فرماتھے اور اس وقت امام ابو حنیفہ نے اسی گذشتہ مسلم کو عنوان کیا تھا اور اس کا حل اپنی طرف منوب کر کے بیان کر دے تھے! جب محمد بن مسلم نے یہ دیکھا تو ایک مرتبہ مکہ مارے۔ امام ابو حنیفہ کی نگاہ جیسے ہی محمد بن مسلم پر پڑی سارا مطلب سمجھ گئے۔ محمد بن مسلم سے کھنے لگے:-

” خدا تھار سے گناہ معااف کرے، اس کی رحمتیں تھار سے شامل حال ہوں، ذرا ہم لوگوں کو بھی زندہ رہنے دو۔“ (۱)

## شہادتِ امام

۱۴۲ھ کو، ۵ سال کی عمر میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور شہادت بھی اس بناء پر واقع ہوئی کہ ظالم و جابر بادشاہ اموی ہشام بن عبد الملک نے آپ کو زہر دلویا، اور اسی زہر کے اثر سے آپ کی شہادت واقع ہوئی اور دنیا سے علم و دانش، سیاست کے لئے سوگوار ہو گئی اس آنفاب علم و ہدایت کو بھی ظالموں نے باقی نہ رہنے دیا۔

آپ نے شہادت سے قبل امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

”میں آج کی رات اس دنیا سے کوچ کر جاؤں گا، یکون کو میں نے اپنے پوری زگوار کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے شریت پیش کر رہے ہیں جسے میں نے پیا، مجھے زندگی جاوید اور اپنے دیدار کی بشارت دے رہے ہیں۔“

دو سو کر دن اس آنفاب علم و دانش کے دریائے بیکاران کو جنت البقیع میں امام حسن اور امام سید سجاد علیہما السلام کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ (۱)

ظالم و جابر حکومت نے اس قبر مطہر بر سائبان بھی گوارا نہ کیا۔ اس قبر مطہر بر آج بھی

(۱) کافی ج ۱ ص ۳۶۹ و ج ۵ ص ۱۱۱، بیضا الردرجات ص ۱۷۱ بیچ بھی، تواریخ النبی والا ل ترسی م ۱۱۱ اور الہبیہ حضرت آنی ص ۶۹ فیض بھی

کوئی پوشرش نہیں ہے۔ دن کی دعویٰ اور رات کی شبیم میں یہ قبر مطہر آج بھی مظلومیت کی محتمم تصویر ہے۔

ہمارے لاکھوں سلام ہوں

اس امام عالی مقام کی خدمتِ اقدس میں —————

ہمارا سلام ہو

اس قبر مطہر پر — جا آج بھی مظلومیت کی نشانی ہے

## ارشاداتِ امام

اب جبکہ گفتگو قریبِ نجم ہے تو مناسب ہے کہ ایک نظرِ امام حبلِ السلام کے ارشادات پر کری جائے اور یہی ارشادات ہماری زندگی کا نسبِ العین ہوں اور اتفاقیں کی روشنی میں ہم اپنی زندگی کی راہیں میعنی کریں :

بھوث بولنا ناچنگتگی ایمان کی علامت ہے۔ (۱)

مومن بُر زدل ، لاچھی اور کنجوس نہیں ہوتا۔ (۲)

جودِ نیا کا حوصلہ ہے اس کی مثالِ رشیم کے کیرمے کی درج ہے جس میڑا وہ اپنے لحاب کو زیادہ کرتا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا باہر آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (۳)

مومنین پر کبھی طعن و تشنیخ نہ کرو۔ (۴)

اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو اور جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو تو ہی اس کے لئے پسند کرو، اور جو چیز تھیں ناپسند ہے وہ اپنے دوست کے لئے بھی ناپسند کرو۔ (۵)

اگر کوئی مسلمان کسی کی ملاقات کی غرض سے اس کے گھر جائے اور وہ موجود ہونے کے باوجود اس سے ملاقات نہ کرے اور نہ گھر میں آنے کی اجازت دے تو اس شخص پر اس وقت تک لعنت ہوتی رہے گی جب تک وہ اس شخص سے ملاقات

ذکر ہے۔ (۱۹)

خداوند عالم باحیا اور بربار شخص کو درست رکھتا ہے۔ (۲۰)

جو شخص اپنے غصے سے لوگوں کو حفاظ رکھے تو یہ شخص قیامت میں عذاب خداوندی سے حفاظ رہے گا۔ (۲۱)

جو لوگ امر پر معروف اور ہمی از منکر کو پسند نہیں کرتے وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہیں۔ (۲۲)

اگر کسی کے گھر میں اس کا شمن گھس آئے اور وہ اس کا مقابلہ نہ کرے تو خدا اپنے شمن کو شمن رکھتا ہے۔ (۲۳)

## خدا ایا

امام محمد بن باقر علیہ السلام سے طفیل

ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرا

کہ ہم ان ارشادات پر عمل کر سکیں۔ آئیں

”لورا سلام“

## مآخذ ارشادات

<sup>(٥)</sup> وسائل الشيعة ٢٤ ص ٢٢٩ في حجرى

م ۲۳۱ (۶)

\* ۳۵۵ ص " " " (۴)

" ۲۹۹ " " (۸)

۳۲۲۹

٣٢٢ ص